آغاخان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ

ایس ایس سی، سال دوم، مئی 2018 پرچہ اِسلامیات کے ای مارکنگ نکات

تعارف:

یہ دستاویز(SSC-II)اسلامیات کے اساتذہ اور طلبہ کے لیے مرتّب کی گئی ہے۔ اِس میں جماعت دہم کے امتحانات سے ملنے والے طلبہ کے جوابات پر تاثرات شامل ہیں جو طلبہ کی خوبیوں اور کمزوریوں کو اُجاگر کرتے ہوئے جوابات کے معیار کی نشان دہی کرتے ہیں۔

اساتذہ اور طلبہ کو اس بات سے واقف ہونا چاہیے کہ ممتحن تعلیمی نصاب کے حوالے سے سوال اس طریقے سے پوچھ سکتا ہے جس میں امیدوار کو نصابی تعلیم کے دوران فراہم کی جانے والی معلومات، فہم اور مہارتوں پر مبنی جواب دینا ہوتے ہیں۔ امیدوار کو اس بات کی آگہی ہونی چاہیے کہ وہ جواب تحریر کرتے وقت سوال کے کل نمبرات اور دی گئی خالی سطور کو مدِّ نظر رکھے۔ ایک طویل مگر غیر متعلقہ جواب زیادہ نمبروں میں اضافے کا باعث نہیں ہو سکتا بلکہ سوالات حل کرنے کے لیے مطلوبہ وقت میں کمی واقع ہونے کا باعث بن سکتا ہے۔

امیدواروں کو آغاخان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ کے سلیبس میں دیے گئے کلماتِ امریہ(command words)سے واقفیت ہونی چاہیے جو عام طور پر امتحانی سوالات میں استعمال ہوتے ہیں۔ تاہم یہ لازمی نہیں کہ امتحان کا ہر سوال کسی کلمہ ٔامریہ سے شروع ہو۔ مثلاً سوالات 'کیوں'، 'کیسے' یا 'کس حد تک' جیسے الفاظ استعمال کر کے بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

ای۔مارکنگ نوٹس:

اس رپورٹ میں طالبِ علموں کی ہر سوال کی کارکردگی پر عمومی تاثرات اور طالبِ علموں کے جوابات کی چند مخصوص مثالیں، جو دیے گئے تاثرات کی توجیح کرتی ہیں، شامل ہیں۔ یہ بیانیہ تاثرات ای مارکنگ سیشن سے جمع کیے گئے ہیں جو بہتر اور کمزور جوابات سے متعلق ہیں جن کی ایک ایک یا دو دو مثالیں یہاں بطور نمونہ دی گئی ہیں۔

ایس ایس سی II (جماعت دہم) کا اسلامیات لازمی پیپر II **چھے** سوالات پر مشتمل ہے۔ سوال نمبر 1 کے دو جُزو(الف اور ب) ہیں جو نصاب میں شامل قرآن کے حصے سے لیے گئے ہیں۔ سوال نمبر 2 (جو کہ احادیث پر مشتمل ہے)کے بھی دو جُزو (الف اور ب) ہیں۔ سوال نمبر 3 اور 4 موضوعاتی مطالعے سے لیے گئے ہیں اور سوال نمبر 5 مسلم ثقافتوں سے لیا گیا ہے۔ جبکہ سوال نمبر 6 ERQ یعنی تفصیلی جواب کا سوال ہے۔ اس پرچے میں CRQs اور ERQ کے ذریعے طلبہ کی صلاحیت جانچی جاتی ہے۔

تفصیلی تاثرات:

سوال نمبر 1 (الف)۔

سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر جانے کے متعلق جو احکامات بیان کیے ہیں، ان کا اطلاق آپ اپنی روزمرّہ کی زندگی میں کس طرح کرسکتے ہیں؟

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کثیر تعداد نے جوابات صاف اور واضح انداز میں تحریر کیے اور ان کے جوابات سے اندازہ ہوا کہ طلبہ یہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نبی ﷺ کے گھر جانے کے متعلق کیا کیا احکامات فرمائے ہیں۔ ان احکامات کی روشنی میں طلبہ نے سورۂ احزاب سے متعلق روزمرّہ کی زندگی میں ان کا اطلاق کچھ اس طرح لکھا:

- کسی کے گھر بلا اجازت نہ جاؤ۔
- تین بار سلام کرو اور اگر جواب نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ۔
- اگر کسی کے گھر جاؤ تو کھانے کے وقت نہ جاؤ۔
- اگر کوئی کھانے / دعوت پر بلائے تو ضرور جاؤ۔
- کھانے کے بعد بلاوجہ مت بیٹھے رہو اور اُٹھ جاؤ۔

مثال:

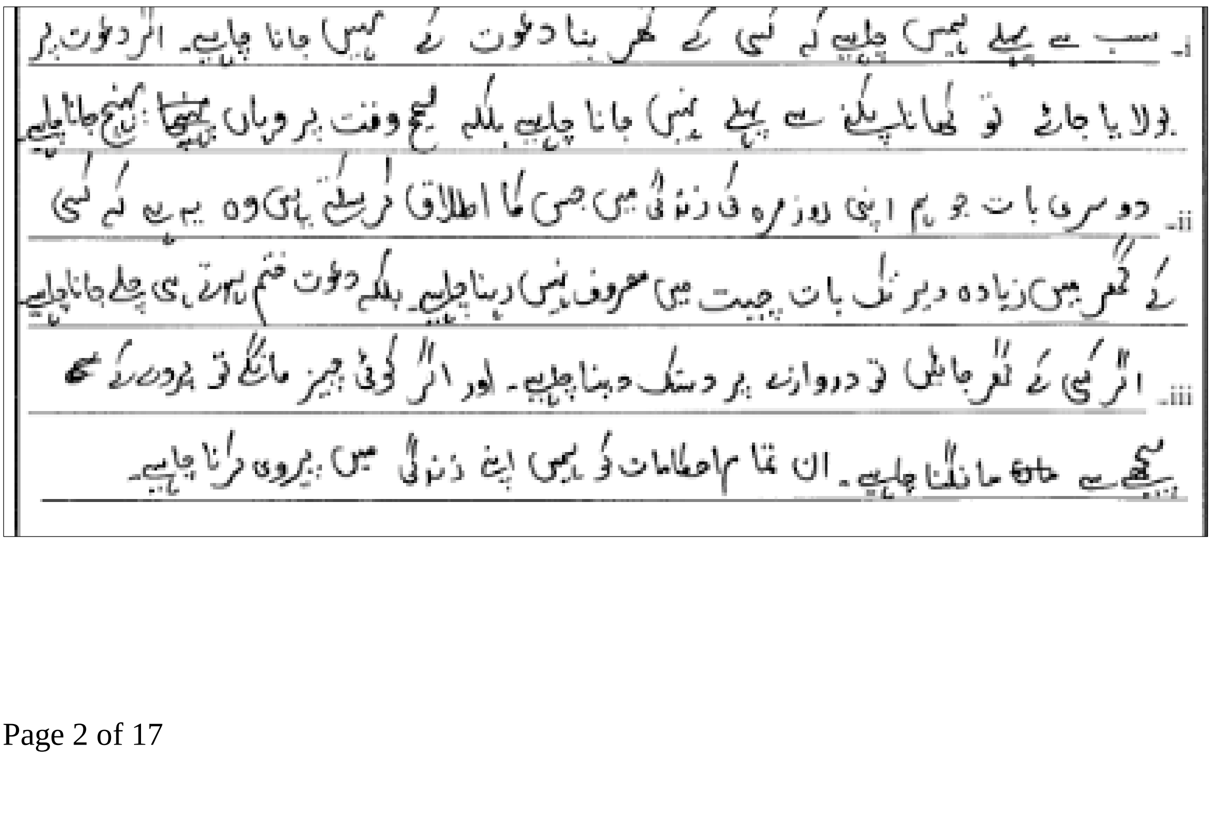
i. سب سے پہلے ہمیں چاہیے کہ کسی کے گھر بنا دعوت کے نہیں جانا چاہیے۔ اگر دعوت پر بلایا جائے تو کھانا پکنے سے پہلے نہیں جانا چاہیے بلکہ صحیح وقت پر وہاں پہنچنا پہنچ جانا چاہیے

ii. دوسری بات جو ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں جس کا اطلاق کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ کسی کے گھر میں زیادہ دیر تک بات چیت میں معروف نہیں رہنا چاہیے بلکہ دعوت ختم ہوتے ہی چلے جانا چاہیے

iii. اگر کسی کے گھر جائیں تو دروازے پر دستک دینا چاہیے۔ اور اگر کوئی چیز مانگنی تو پردے کے پیچھے سے مانگنا چاہیے۔ ان تمام احکامات کو ہمیں اپنی زندگی میں پیروی کرنا چاہیے۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

بعض طلبہ نے اصل جواب سے بالکل ہٹ کر جوابات تحریر کیے۔ کچھ طلبہ نے سوال کا جواب اپنی مرضی سے اپنی ناقص معلومات کو پیش نظر رکھتے ہوئے تحریر کیا۔ مثلاً:

- اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی میں خوش رہنا چاہیے۔
- اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے۔
- نعمتوں کا صحیح استعمال کرنا چاہیے۔
- ایک دوسرے کے کام آنا چاہیے۔
- احکام الٰہی سے روشناس ہونا چاہیے۔
- مغفرت طلب کرنا چاہیے۔

مثال:

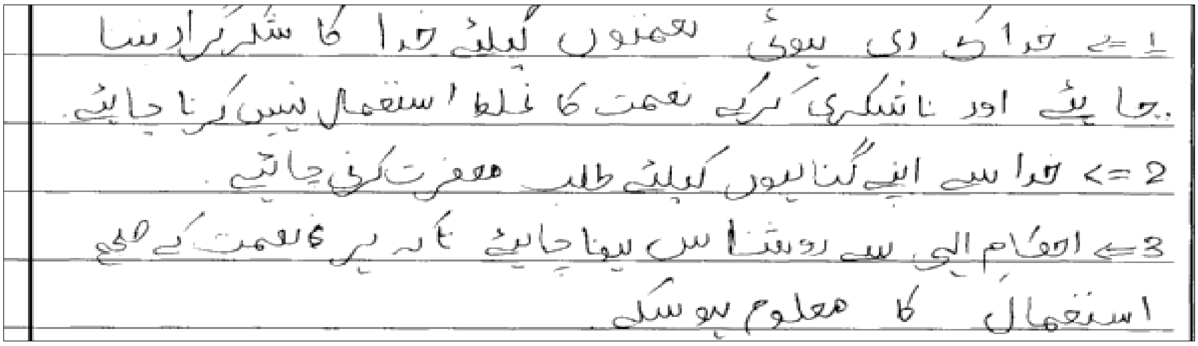
1 ← خدا کی دی ہوئی نعمتوں کیلئے خدا کا شکر ادا کرنا
چاہئے اور ناشکری کرکے نعمت کا غلط استعمال نہیں کرنا چاہئے.
2 <= خدا سے اپنے گناہوں کیلئے طلب مغفرت کرنی چاہئے.
3 ← احکام الہی سے روشناس ہونا چاہئے تاکہ ہر نعمت کے صحیح
استعمال کا معلوم ہو سکے

سوال نمبر1(ب)۔

ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کے ہاتھ سے عذاب نہ دلانا اور اے ہمارے پروردگار! ہمیں معاف فرما،
بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔'' (سورۂ ممتحنہ آیت: 5)

ایمان والے کس طرح کفر کے فتنے میں مبتلا ہو سکتے ہیں؟

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اکثر طلبہ نے اس سوال کو بہ خوبی سمجھا اور اپنی معلومات کی روشنی میں وہ تمام باتیں مکمل اور صحیح انداز میں تحریر کیں ، جو اس سوال کا تقاضہ ہے۔ ہر نکتہ سوال کے عین مطابق تحریر کیا۔ مثلاً طلبہ کی جانب سے تحریر کیا گیا کہ:

- اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نہ کرنے سے ایمان والے ”کفر“ کے فتنے میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔
- اللہ پر بھروسہ نہ کرنے والے ”کفر“ کے فتنے میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔
- ایمان والے جب جھوٹ، ریاکاری میں مبتلا ہو جائیں گے تو ”کفر“ کے فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے۔
- حقوق اللہ اور حقوق العباد کی سے دوری سے ایمان والوں کو ”کفر“ کے فتنے میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔
- بعض طلبہ نے ”کفر“ کے فتنے کی وجوہات بتانے کے ساتھ تجاویز بھی دیں جیسے: ایمان والوں کو کفر کے فتنے میں مبتلا ہونے سے بچنے کے لیے اسلام کے تمام اصولوں کو اپناتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے۔ وغیرہ

المختصر، سوال کو سمجھ کر اپنی معلومات جو سورۃ ” ممتحنہ “ سے متعلق ہیں اُن کا بھرپور استعمال کیا اور بہترین جوابات تحریر کیے۔

مثال:

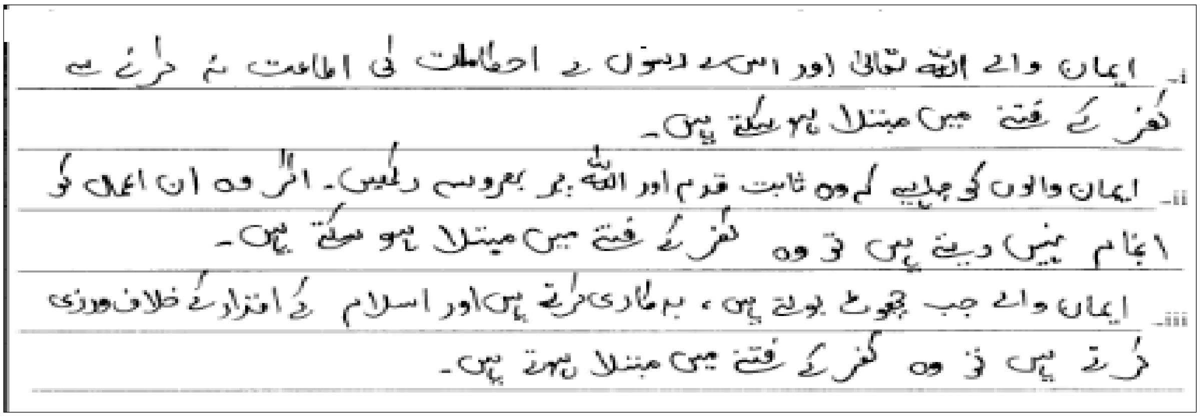
i. ایمان والے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات کی اطاعت نہ کرنے سے کفر کے فتنے میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔
ii. ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ ثابت قدم اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ اگر وہ ان اعمال کو انجام نہیں دیتے ہیں تو وہ کفر کے فتنے میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔
iii. ایمان والے جب جھوٹ بولتے ہیں، بدکاری کرتے ہیں اور اسلام کے [illegible] کے خلاف ورزی کرتے ہیں تو وہ کفر کے فتنے میں مبتلا ہوتے ہیں۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کم تعداد نے سوال کے مطابق جواب تحریر نہیں کیا۔ کچھ طلبہ سوال کے مطابق ایک نکتہ بھی تحریر نہ کر سکے۔

مثلاً:

- طلبہ نے لکھا کہ کافر مسلمانوں پر غالب آجائیں تو وہ مسلمانوں کو اپنے ہاتھوں اور زبانوں دونوں چیزوں سے نقصان پہنچائیں گے۔

- اگر کافر کسی ایمان والے کے ایمان میں کوئی کمزوری دیکھ لیتے ہیں یا اس کا کوئی گناہ دیکھ لیتے تو اس کے دین کے بارے میں غلط باتیں لوگوں میں عام کرتے ہیں۔
- بعض طلبہ نے قرآن کی اس آیت کا حوالہ جس میں یہ آیا ہے کہ " اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر رکھو اور آپس میں تفرقے میں نہ پڑو"۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ طلبہ نے اس سوال کو سمجھا نہیں۔

مثال:

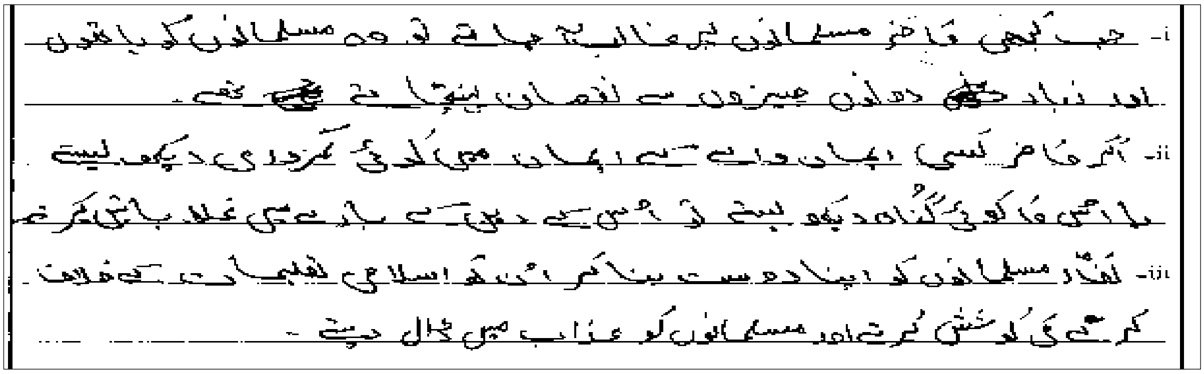

i- جب کبھی کافر مسلمانوں پر غالب آجاتے تو وہ مسلمانوں کو ہاتھوں اور زبان دونوں چیزوں سے نقصان پہنچاتے تھے۔

ii- اگر کافر کسی ایمان والے کے ایمان میں کوئی کمزوری دیکھ لیتے یا ان کا کوئی گناہ دیکھ لیتے تو اس کے دین کے بارے میں غلط باتیں کرتے

iii- لہٰذا مسلمانوں کو اپنا دوست بنا کر انہیں اسلامی تعلیمات کے خلاف کرنے کی کوشش کرتے اور مسلمانوں کو عذاب میں ڈال دیتے۔

سوال نمبر2(الف)۔

احادیث: خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ۔ (حدیث نمبر20)

اس حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں ایک مثالی معاشرے کی تشکیل میں بہ طورِ طالب علم آپ کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟ **چار** نکات میں وضاحت کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کثیر تعداد نے سوال کو بخوبی سمجھا اور حدیث کے مطابق اپنے جوابات تحریر کیے ۔ ایسے جوابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبہ نے حدیث کو سمجھا اور اس کا بہ غور مطالعہ کیا ہے۔ طلبہ کی کثیر تعداد نے مثالی معاشرے کی تشکیل میں طلبہ کے کردار کے بارے میں تحریر کیا۔ مثلاً:

- تعلیم کے ذریعے: علمی میدان میں ہم لوگ بہت پیچھے ہیں اس کی بنیادی وجہ غربت ہے۔ جو تعلیم ہم حاصل کرتے ہیں، وہی تعلیم غریب بچوں کو دیں تو ایک وقت آئے گا جب تعلیم گھر گھر عام ہو گی۔
- عوام میں آگاہی فراہم کرنا: معاشرے میں عوام کو مختلف مسائل سے متعلق آگاہ کیا جائے اور ساتھ ساتھ ان کا حل بھی بتایا جائے تا کہ عوام میں اپنے حقوق کا شعور بیدار ہو۔

- جدید ٹیکنالوجی کا استعمال: جدید ٹیکنالوجی کا استعمال وقت کی اہم ضرورت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے گردونواح میں لوگوں کو اس سے ٹیکنالوجی سے استفادہ کرانے کی کوشش کریں، تاکہ ان کے امور میں آسانی ہو۔

مثال:

1) دوسروں کو تعلیم دے کر: جو غریب نوجوان تعلیم حاصل کرنے کے وسائل یا حیثیت نہیں رکھتے چاہیے کہ علم کے میدان
میں ان کے معاون و مددگار ثابت ہوں تاکہ وہ معاشرے میں کارآمد ثابت ہو سکیں۔ 2) آگاہی فراہم کرنا:
مختلف معاشرتی پہلو جو کہ عموماً عوام الناس کی توجہ میں نہیں ان پر آگاہی مہم کر کے ہم ان کے خاتمے یا بہتری کیلیے
اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں مثلاً گندہ پانی، کوڑا کرکٹ وغیرہ کے بارے میں آگاہی مہم۔ 3) تعلیم کے میدان میں
آگے بڑھنا: جب ہم خود تعلیم کے میدان میں اعلیٰ کامیابیاں حاصل کریں گے تو اس قابل بھی بن جائیں گے کہ دوسروں کو
چاہے وہ علم ہو یا فن کچھ بھی سکھا سکیں یا کسی بھی میدان میں خدمتِ خلق کر سکیں تا معاشرہ مثال بن جائے مثلاً
ڈاکٹر، انجینیئر۔ 4) جدید ٹیکنالوجی کا استعمال: اس سے نہ صرف ہم خود دنیا کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلیں گے بلکہ
اپنے اردگرد موجود لوگوں کو بھی فائدہ پہنچانے کی کوشش کریں گے اور ان کے بہت سے امور آسان ہو جائیں گے۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

بعض طلبہ کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث کو سمجھا گیا اور نہ ہی سوال کو سمجھا گیا ہے۔ غیر متعلقہ نکات تحریر کر دیے گئے۔ جو پوچھے گئے سوال سے مطابقت نہیں رکھتے۔ محض جواب کی جگہ کو پُر کرنے کے لیے یہ جوابات تحریر کیے جو کچھ طلبہ کی ناقص معلومات کی نشان دہی کرتے ہیں۔ کچھ طلبہ نے تو صرف ایک لائن لکھنا ہی کافی سمجھا۔ کچھ طلبہ نے لکھا کہ

- ہم جب تک زندہ ہیں تعلیم دیں۔
- لوگوں کو ہر طرح کے فائدے پہنچائیں۔ (کس طرح کے فوائد؟ یہ نہیں لکھا گیا)۔
- قرآن و حدیث پر عمل کریں۔
- لوگوں کی مدد کریں۔ (مدد کن معنوں میں؟ طلبہ کو چاہیئے تھا کہ کوئی ایک مثال دیتے تاکہ بات واضح ہو جاتی)۔

مثال:

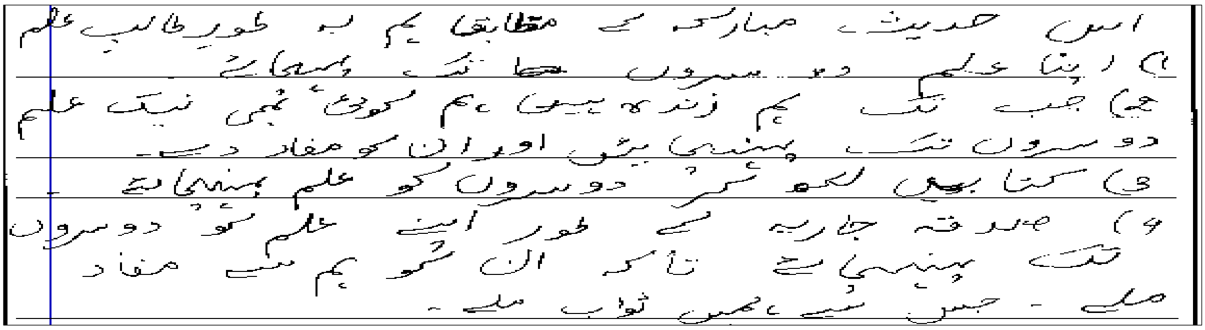
اس حدیث مبارکہ کے مطابق ہم بہ طور طالب علم
۱) اپنا علم دوسروں تک پہنچائے
ج) جب تک ہم زندہ ہیں ہم کوشش بھی نیک علم
دوسروں تک پہنچیں اور ان کو مفاد دے۔
ق) کتابیں لکھ کر دوسروں کو علم پہنچایں گے
۴) صدقہ جاریہ کے طور اپنے علم کو دوسروں
تک پہنچائے تاکہ ان کو ہم سے مفاد
ملے۔ جس سے ہمیں ثواب ملے۔

سوال نمبر2(ب)۔

مَنْ اِغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللهِ حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ۔ (حدیث نمبر18)

درج بالا حدیث میں جن اعمال کے کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اُن میں سے کسی دو کی وضاحت کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

زیادہ تر طلبہ نے اس سوال کے جوابات حدیث کی روشنی میں سوال کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے تحریر کیے جن سے طلبہ کی معلومات کی عکاسی ہوتی ہے۔ حدیث کے معنی و مفہوم کو سمجھ کر تحریر کیا گیا۔ حدیث کا ترجمہ: ''جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اللہ اس پر دوزخ حرام کردے گا۔''

اس ترجمہ کو سامنے رکھ کر طلبہ نے کچھ اس طرح کے جوابات تحریر کئے:

- ہجرت: ہجرت کے لغوی معنی، چھوڑدینا، قطع تعلق کردینا۔ شریعت میں رب کو راضی کرنے کے لیے وطن چھوڑنے کا نام ہجرت ہے۔ یعنی جہاں شعائر کی ادائیگی مکمل طور پر نہ دی جائے اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا اصل میں اپنے قدموں کو اللہ کی خاطر غبار آلود کرنا ہے۔
- جہاد: جہاد کے لغوی معنی کوشش کرنا۔ اصطلاح میں دین کی خاطر (اپنے دفاع میں) تلوار اٹھانے کا نام جہاد ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: جن سے کافر لڑتے ہیں انہیں بھی لڑنے کی اجازت دی گئی ہے اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔
  (حج:۳۹)۔ اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو، بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔
- بعض طلبہ نے جمعہ کے حوالے سے بھی مثال دی مثلاً: جمعہ کی صلوٰۃ کے وقت پیدل چلنا اپنے قدموں کو اللہ کی خاطر غبار آلود کرنے کے مترادف ہے۔

لہٰذا جوابات مفصّل اور حدیث کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے تحریر کیے گئے اور اُن کے جوابات کا متن عمدہ اور سوال کے عین مطابق تھا۔

مثال:

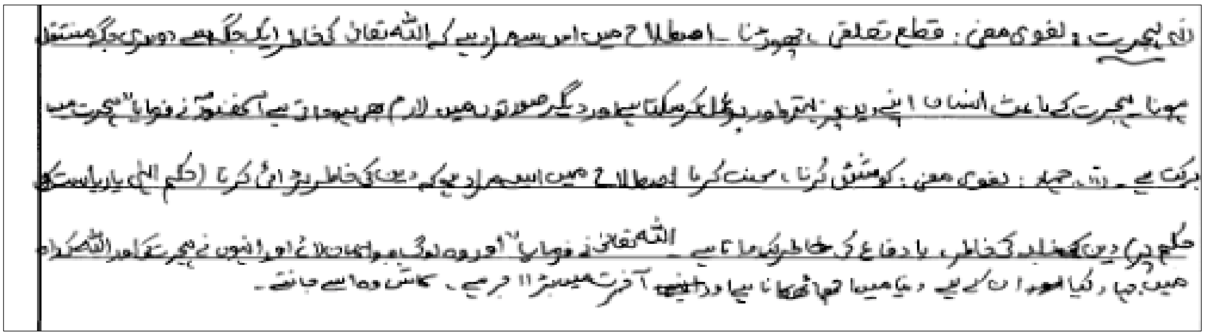

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی قلیل تعداد کے جوابات اس بناپر کمزور قرار پائے کہ اُن میں طلبہ نے حدیث کے معنی و مفہوم کو سمجھے بغیر جوابات تحریر کیے۔

مثلاً: اللہ کی عبادت سچے دل سے کرنی چاہئے، دین اور دنیا کی بھلائی کیلئے جہاد کرناچاہئے، قرآن و سنت پر عمل کرناچاہئے، ختم نبوت پر ہمارا ایمان ہے۔اسی طرح بعض طلبہ نے صرف حدیث کا ترجمہ ہی لکھ دیا۔

مثال:

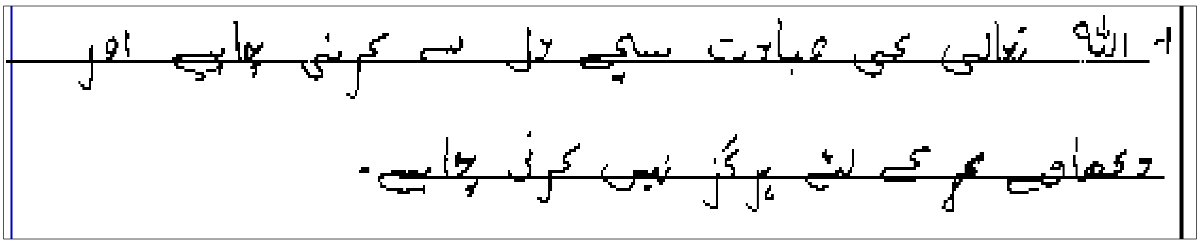

سوال نمبر3۔

قرآن مجید کو ایک معجزہ کیوں تصوّر کیا جاتا ہے؟ اپنے جواب کی حمایت میں **چار** دلائل پیش کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اکثر طلبہ نے سوال کو بخوبی سمجھا اور اپنی معلومات کے مطابق عمدہ جوابات تحریر کیے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبہ کی موضوع سے متعلق بہتر تفہیم ہے اور قرآن مجید سے متعلق تمام باتوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے جوابات تحریر کیے گئے جو سوال کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ مثلاً:

- قرآن پاک میں ہر طبقے، علاقے اور وقت کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

- یہ وہ الہامی کتاب ہے جس کے ایک لفظ میں یا زیر زبر میں آج تک کوئی تبدیلی نہیں کر سکا۔
- اس کلام کی زبان انتہائی میٹھی اور سادہ ہے۔
- ہر شخص کیلئے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔
- کتابِ الٰہی کا سب سے بڑا معجزہ یہی ہے کہ وہ ہر دور میں نظامِ زندگی کے لیے مؤثر اور کارساز ہے۔
- ساری دنیا مل کر بھی اس جیسی کوئی کتاب تخلیق نہیں کر سکتی۔ (یہ ایک چیلنج ہے)۔
- قرآن مجید ایسی فصیح و بلیغ زبان میں نازل ہوا جس کی مثال پیش کرنے سے انسان قاصر تھے، قاصر ہیں اور قاصر رہیں گے۔
- اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔
- نبی پاک ﷺ کے عہدِ رسالت سے لے کر آج تک کوئی لمحہ ایسا نہیں بتلایا جا سکتا کہ جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ رہی ہو۔

مثال:

(۱) قرآن پاک میں ہر طبقے، علاقے، قوم اور وقت کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے ایسا کوئی مسئلہ نہیں جس کا حل قرآن میں نہ ہو یہ رہتی دنیا تک کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ (۲) آج تک اس الہامی کتاب میں ایک حرف یا زیر زبر کا بھی کوئی بدلاؤ نہیں آسکا۔ یہ ہمیشہ سے جیسا تھا ویسا ہی ہے اور قیامت تک رہے گا۔ (۳) اس کلام کی زبان بے حد پاک و صاف، میٹھی اور خوبصورت ہے جو کوئی انسان ہرگز نہیں لکھ نہیں لکھ سکتا بلکہ تمام جن و انس مل کر بھی چاہیں تو ایسے کلام نہیں بنا سکتے۔ (۴) قرآن آخری الہامی کتاب ہے اور یہ آخری نبی ؐ پر نازل ہوئی اس کے بعد اور کوئی کتاب نہ نازل ہوئی ہے اور نہ ہوگی یہ ہر شخص کے لیے مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس کو پڑھ کر دل سکون پاتے ہیں۔

طلبہ کی بہت کم تعداد ایسی ہے جس نے سوال کو سمجھے بغیر جوابات لکھے ہیں۔ مثلاً:

- قرآن مجید میں قیامت، جنت اور دوزخ کا ذکر ہے۔
- قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔
- قرآن مجید میں آنے والے وقتوں کا بتایا گیا ہے۔
- قرآن مجید قیامت کے بارے میں بتائے گا۔

ان جوابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبہ میں قرآن فہمی نہ ہونے کے برابر ہے۔

مثال:

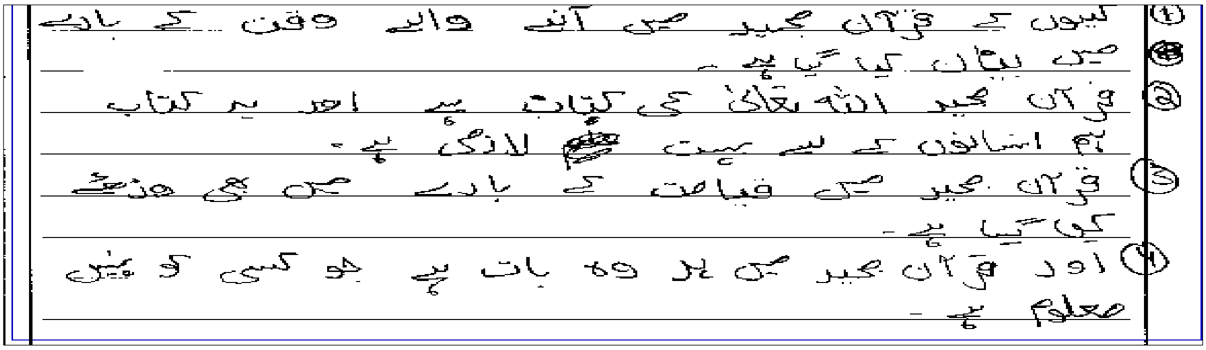

(1) کیونکہ قرآن مجید میں آنے والے وقت کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔
(2) قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور یہ کتاب ہم انسانوں کے لیے بہت لازمی ہے۔
(3) قرآن مجید میں قیامت کے بارے میں بھی وضاحت کی گیا ہے۔
(4) اور قرآن مجید میں ہر وہ بات ہے جو کسی کو نہیں معلوم ہے۔

سوال نمبر4۔

طہارت اور پاکیزگی کا تعلق صرف ظاہری حلیے سے نہیں بلکہ انسانی باطن سے بھی اس کا گہرا تعلق ہے۔
دیے گئے بیان کی روشنی میں باطنی طہارت کی وضاحت کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کثیر تعداد نے سوال کو بہتر طور پر سمجھ کر اس کا جواب تحریر کیا ۔کچھ طلبہ نے بہترین الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے بہتر جوابات تحریر کیے۔نصاب سے ہٹ کر طلبہ اپنی عملی زندگی میں اس کا اطلاق ضروری سمجھتے ہیں۔ مثلاً:

- باطنی پاکیزگی کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی نیت صاف رکھیں تاکہ اللہ کی رضا حاصل ہو۔
- اپنے قلب سے بغض، کدورت ختم کریں۔
- شیطانی وسوسوں سے دور رہنے کیلئے قرآنی آیت کی تلاوت ضروری ہے۔اس سے قلب مضبوط اور پاک ہوتا ہے۔
- اپنے خیالات کو پاکیزہ رکھیں تاکہ سوچ مثبت ہو۔
- دوسروں کیلئے برائی سوچنے سے بہتر ہے اپنا محاسبہ کریں تاکہ اپنی غلطیوں کا شعور ہو۔

ایسے نکات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مضمون کے متعلق طلبہ کو صحیح معلومات حاصل ہیں۔

مثال:

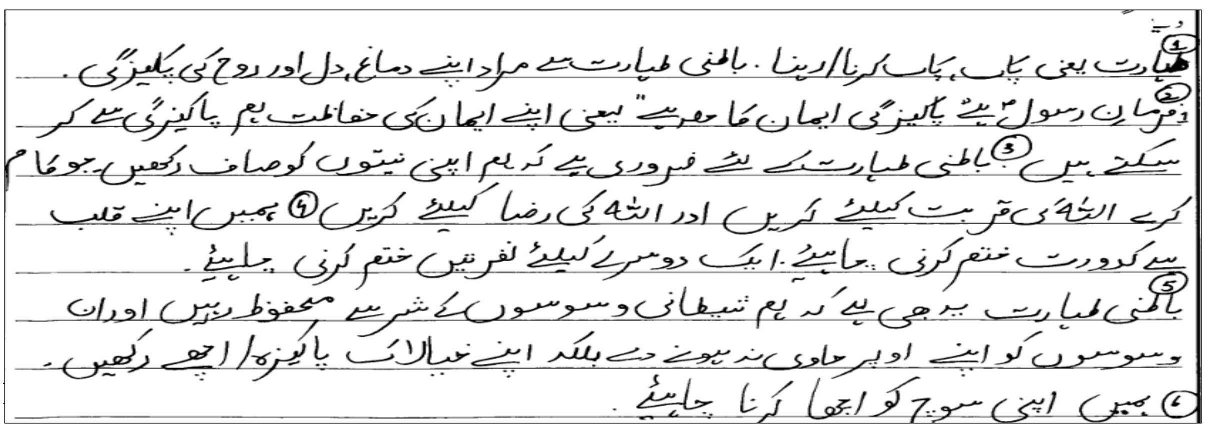

(1) طہارت یعنی پاک صاف کرنا / رہنا ۔ باطنی طہارت سے مراد اپنے دماغ، دل اور روح کی پاکیزگی۔
(2) فرمانِ رسول ﷺ ہے "پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے" یعنی اپنے ایمان کی حفاظت ہم پاکیزگی سے کر سکتے ہیں (3) باطنی طہارت کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی نیتوں کو صاف رکھیں جو کام کرے اللہ کی قربت کیلئے کریں اور اللہ کی رضا کیلئے کریں (4) ہمیں اپنے قلب سے کدورت ختم کرنی چاہیئے۔ ایک دوسرے کیلئے نفرتیں ختم کرنی چاہیئے۔
(5) باطنی طہارت یہ بھی ہے کہ ہم شیطانی وسوسوں کے شر سے محفوظ رہیں اور ان وسوسوں کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دے بلکہ اپنے خیالات پاکیزہ / اچھے رکھیں۔
(6) ہمیں اپنی سوچ کو اچھا کرنا چاہیئے۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی بہت کم تعداد ایسی ہے جس نے سوال کو سمجھے بغیر جوابات لکھے۔ مثلاً طلبہ نے صرف لفظ طہارت کو سمجھ کر وضو اور غسل کے بارے میں لکھ دیا۔ مثلاً:

- وضو کے چار فرائض ہیں۔
- صلوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ وضو کیا جائے۔
- غسل جسمانی پاکیزگی کا اظہار ہے۔
- غسل کرنے سے انسان کا جسم اور کپڑے صاف ہو جاتے ہیں۔

مثال:

طہارت اور پاکیزگی کا تعلق صرف ظاہری حلیے سے نہیں بلکہ انسانی باطن سے بھی
اس کا گہرا تعلق ہے کیونکہ جب ہم وضو یا غسل کرتے ہیں تو نہ صرف
ہماری ظاہر پاک ہوتا بلکہ ہمارا باطن بھی پاک و پاکیزہ ہو جاتا ہے۔
ظاہری طہارت کرنے جس میں وضو یا غسل شامل ہے کرنے سے ہمارے
عبادات خدا کے بارگاہ میں جلد قبول کرنے جاتے ہیں۔ وضو یا غسل کرنے
سے ہمیں ہماری عبادتوں میں لطف آتا ہے جو کہ ہم بڑی خلوص کے ساتھ
ادا کرتے ہیں۔ طہارت اور پاکیزگی سے ہماری ظاہری اور باطنی بیماریاں
بھی ختم ہو جاتی ہیں۔

سوال نمبر 5۔

مشہور مسلمان محقق اور سائنسدان ابو ریحان محمد بن احمد البیرونی کے حوالے سے درج ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

(الف) آپ کس مسلم حکمران کے دربار سے وابستہ تھے؟

(ب) آپ کو کن مضامین پر عبور حاصل تھا؟ کوئی ایک تحریر کیجیے۔

(ج) آپ کی کوئی دو مشہور تصانیف کے نام تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت کے تحریر کردہ جوابات واضح اور مکمل ہیں۔ سوال کو سمجھ کر طلبہ نے اپنی معلومات کو استعمال کرتے ہوئے بہتر جوابات تحریر کیے ہیں۔ مثلاً طلبہ نے لکھا کہ آپ سلطان محمود کے دربار سے وابستہ تھے، آپ کو ریاضی پر عبور حاصل تھا، آپ کی مشہور تصانیف میں، کتاب الہند، قانون مسعودی، کتاب المسائل الہندسیہ اور کتاب فی تحقیق منازل القمر وغیرہ شامل ہیں۔

مثال:

(الف) آپ سلطان محمود کے دربار سے وابستہ تھے۔
(ب) آپ کو ریاضی پر عبور حاصل تھا۔
(ج) آپ کی مشہور تصانیف " کتاب الہند" اور " قانون مسعودی" ہے

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

بعض طلبہ کے جوابات میں جو معلومات درج کی گئی ہیں وہ انتہائی ناقص معلومات ہیں۔ مثلاً طلبہ نے لکھا کہ البیرونی دہلی کے دربار سے وابستہ تھے، آپ کو بہت سے مضامین پر عبور حاصل تھا، آپ کی مشہور تصانیف میں، تاریخ اسلام، تاریخ ہند وغیرہ شامل ہیں۔

مثال:

آپ مسلم حکمران کے دہلی کے دربار سے وابستہ تھے
آپ ریاضی مضامین پر عبور حاصل تھا۔
آپ کی جو مشہور تصنیف کا نام "تاریخ اسلام" "..." آپ کی دوسری کتاب کا نام تھا۔

سوال نمبر 6 کے دو حصے تھے حصہ 'الف' اسلام میں بیوی کے حقوق' سے متعلق تھا جبکہ حصہ 'ب' 'جہاد بالنفس، اس کے فوائد اور جہاد بالسیف کی شرائط سے متعلق تھا۔ طلبہ کی کثیر تعداد نے حصہ 'الف' یعنی 'اسلام میں بیوی کے حقوق' کی وضاحت کی۔

سوال نمبر 6 (الف)

عائلی زندگی کے تناظر میں میاں بیوی کا رشتہ ایک انتہائی اہم رشتہ ہے۔

اسلام میں عورت کو بحیثیت بیوی جو حقوق عطا کیے گئے ہیں، ان کی وضاحت کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اکثر طلبہ نے بڑی فصاحت سے سوال کے متن کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بہترین جواب تحریر کیے جن میں اسلام میں بحیثیت بیوی عورتوں کے حقوق کو بہتر انداز میں اور نکات کی صورت میں بیان کیا ہے اور عملی زندگی میں اس کے فوائد کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ جس طرح کے جوابات طلبہ کی طرف سے آئے ان کا خلاصہ یہاں سپر د قرطاس کیا جاتا ہے:

زمانہ جاہلیت میں جزیرۃ العرب میں عورت کے لئے کوئی قابل ذکر حقوق نہ تھے، عورت کی حیثیت کو ماننا تو درکنار اسکو معاشرے میں زندہ بھی رہنے کا حق تک نہ تھا، معاشرے میں عورت کا مرتبہ و مقام ناپسندیدہ تھا، وہ مظلوم اور ستائی ہوئی تھی، اور ہر قسم کی بڑائی اور فضیلت صرف مردوں کے لئے تھی۔ بچیوں کو زندہ در گور کرنا عام تھا۔ اسلام نے عورت کو مختلف نظریات و تصورات کے محدود دائرے سے نکال کر بحیثیت انسان کے عورت کو مرد کے یکساں درجہ دیا، اسلام کے علاوہ باقی تمام تہذیبوں نے خصوصاً مغرب جو آج عورت کی آزادی، عظمت اور معاشرے میں اس کو مقام و منصب دلوانے کا سہرا اپنے سر باندھنا چاہتا ہے۔ اسلام نے عائلی زندگی میں بیوی کو ایک بلند مقام پر رکھا ہے اور اس کو بحیثیت بیوی مکمل حقوق دیئے ہیں۔ جو کچھ اس طرح سے ہیں۔ا۔ احسن معاشرت: نکاح، میاں بیوی کے درمیان عہد ہوتا ہے کہ وہ احکام الٰہی کے تحت خوش گوار ازدواجی تعلق رکھیں گے۔ قرآن پاک میں ہے ترجمہ: "اور (عورتوں کے ساتھ) اچھے طریقے سے زندگی بسر کرو۔"۲۔معاشی تحفظ: گھر کا کام چلانے کے لیے سرمایہ کا بندوبست کرنا بھی مرد کی ذمہ داری ہے۔ عورت کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خوش اسلوبی سے گھر کا بندوبست کرے۔ عدل و مساوات: عدل، انسان کا بنیادی تقاضہ ہے۔ اسے ازدواجی تعلقات میں جاری رکھنا چاہیے۔ عورت کا حق یہ ہے کہ مرد اس کے ساتھ مکمل مساوات رکھے، یہاں تک کہ خورونوش اور طعام ولباس کے معاملات میں بھی۔ اسی طرح بعض طلبہ نے یہ بھی لکھا کہ شوہر اپنی بیوی پر تشدد نہ کرے، اسلام میں اس کی ممانعت ہے۔ بچوں کی پرورش میں شوہر کو چاہئے کہ وہ بیوی کی مدد کرے۔ دینی طور پر اگر دونوں طرف سے اصلاح کا کوئی پہلو ہے تو میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کی اصلاح کر سکتے ہیں، بیماری میں شوہر بیوی کا خیال کرے، گھر کے کاموں میں تعاون کرے تا کہ محبت کا جذبہ پروان چڑھے۔

مثال:

(الف) عائلی زندگی سے مراد ہے خاندادی زندگی جس کے ستون میاں بیوی ہیں کیونکہ جب
تک اب ان کے حالات آپس میں اچھے نہیں ہونگے خاندان کا وجود میں آنا مشکل ہے۔ اسلام
میں اللہ تعالیٰ نے بیوی کو کئی حقوق ادا کیئے ہیں۔ شوہر کا فرض ہے کہ وہ اپنی آمدنی کے
مطابق نان نفقہ اپنی بیوی کو دے۔ اس کے لیئے مناسب رہائش کا بندوبست کریں اور بچوں
کی اچھی پرورش میں اپنی بیوی کی مدد کرے۔ مرد پر لازم ہے کہ اپنی بیوی کو نکاح
کے بعد حق مہر دے کیونکہ یہ بیوی کا حق ہے۔ اسلام میں حیثیت عورت کو بحیثیت بیوی
کاروبار کرنے کا بھی جائز حدود میں حق حاصل ہے۔ شوہر کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی سے
پیار اور محبت سے بات کرے اور اپنی بیوی پر تشدد نہ کرے کیونکہ اسلام میں عورت
پر ہاتھ اٹھانے کا بہت بڑا گناہ ہے۔ اسلام میں عورت کو بحیثیت بیوی یہ حق بھی حاصل ہے کہ
اس کا شوہر اگر صاحب استطاعت ہو تو اس کو ملازمہ رکھ کر دے اگر بیوی کو گھر کے کام کرنے
میں مشکل کا سامنا ہے۔ اگر بیوی بیمار ہو تو شوہر کو چاہیئے کہ اس کا خیال رکھے اور ضرورت
کے وقت اس کی مدد کرے۔ بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اصلاح کرے اگر وہ اللہ کے
احکامات پر عمل کرنے میں غفلت برت رہا ہو

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی قلیل تعداد نے غیر واضح جواب تحریر کیا اور 'اسلام میں عورتوں کے حقوق کے بارے میں' کوئی جملہ تحریر نہیں کیا۔ طلبہ نے بیوی کے حقوق کے بجائے شوہر کے حقوق لکھ دئے۔ مثلاً طلبہ نے لکھا کہ بیوی پر شوہر کی اطاعت لازمی ہے، اسلام میں بیوی کا حق ہے کہ وہ اپنے بچوں اور شوہر کی صحت کا خیال رکھے، اسلام میں بیوی کو شوہر کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہیئے، عورت اپنی اولاد کی تربیت اچھے طریقے سے کرے، بیوی کو اپنے بچوں کی ڈھال کی طرح حفاظت کرنی چاہیئے، عورت اپنے بچوں کو دینی تربیت دے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مثال:

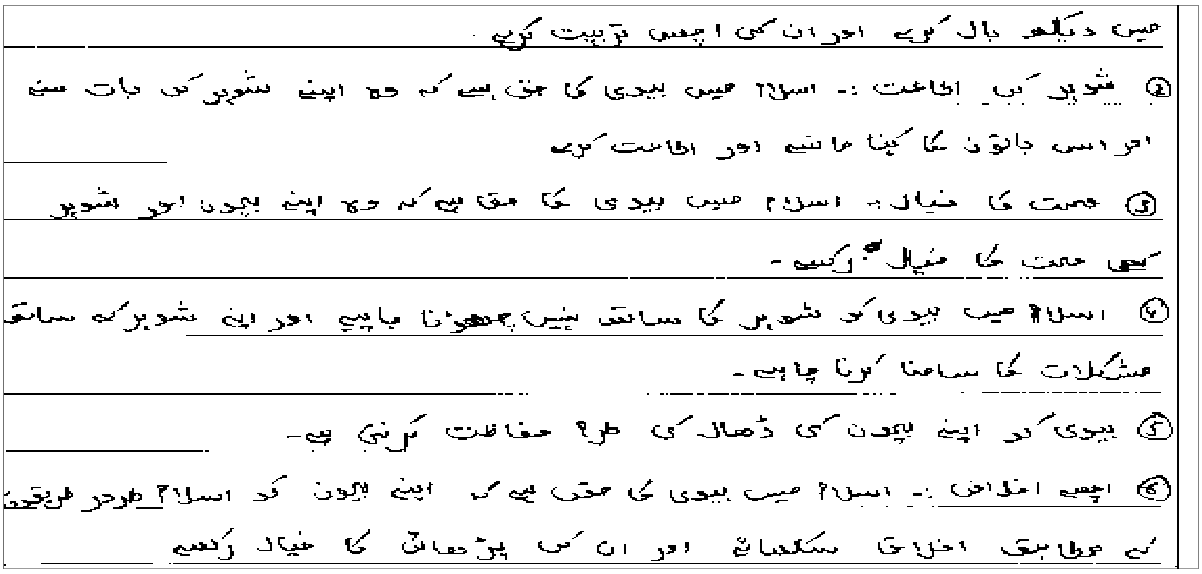
میں دیکھ بھال کرے اور ان کی اچھی تربیت کرے۔
(4) شوہر کی اطاعت :- اسلام میں بیوی کا حق ہے کہ وہ اپنے شوہر کی بات سنے اور اس جائز باتوں کا کہنا مانے اور اطاعت کرے
(5) عصمت کا خیال :- اسلام میں بیوی کا حق ہے کہ وہ اپنے بچوں اور شوہر کی عصمت کا خیال رکھے۔
(6) اسلام میں بیوی کو شوہر کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہیے اور اپنے شوہر کے ساتھ مشکلات کا سامنا کرنا چاہیے۔
(7) بیوی کو اپنے بچوں کی ڈھال کی طرح حفاظت کرنی ہے۔
(8) اچھے اخلاق :- اسلام میں بیوی کا حق ہے کہ اپنے بچوں کو اسلامی طور طریقوں کے مطابق اخلاق سکھائے اور ان کی پڑھائی کا خیال رکھے

سوال نمبر6(ب)۔

جہاد بالنفس کی وضاحت کیجیے اور اس کے کوئی دو فوائد کیجیے۔

جہاد بالسیف کے لیے اسلامی تعلیمات کی رو سے لازمی شرائط تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت نے سوال کو سمجھ کر بہتر انداز میں جہاد بالنفس کے بارے میں تحریر کیا ہے ،ساتھ ساتھ اس کے فوائد بھی بھرپور انداز میں تحریر کیے۔

مثلاً جہاد بالنفس کی تعریف میں طلبہ نے لکھا:

انسان کو اطاعت الٰہی سے روکنے والی پہلی قوت انسان کو اپنی خواہشات ہیں،جو ہر وقت اُس کے دل میں رہتی ہے۔انسان کو ان کی سرکوبی کیلئے ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیے۔حدیث میں اس کو جہاد اکبر کہا گیا ہے۔

جہاد بالنفس کے فوائد: بعض طلبہ نے فجر کی صلوٰۃ اور رمضان کے حوالے سے مثالیں دیں مثلاً فجر کے وقت نیند کا غلبہ ہوتا ہے،ایسے موقع پر اٹھ کر صلوٰۃ ادا کرنا نفس کے خلاف جہاد ہے۔اس سے انسان میں شیطان کے خلاف جہاد کرنے کی طاقت مزید بڑھ جاتی ہے۔اسی طرح رمضان میں روزہ رکھ خواہشات کو قابو پانا، کھانا پینا چھوڑ دینا صرف رضائے الٰہی کی خاطر یہ بھی جہاد بالنفس ہے۔ مسلسل روزے رکھنے سے نفسانی خواہشات کا قلع قمع ہوتا ہے۔

جہاد بالسیف کی شرائط:

بعض طلبہ نے جہاد بالسیف کی شرائط کچھ اس طرح تحریر کیں:

- ان لوگوں سے لڑا جائے جو مسلمانوں سے لڑتے ہیں (یعنی اپنے دفاع میں)۔ یہ جہاد ریاست کی اجازت سے ہوگا۔
- خواتین، بزرگ، بچے ان پر تلوار نہیں اٹھائی جائے گی۔ باغات کو آگ نہیں لگائی جائے گی۔
- پانی نہیں روکا جائے گا۔ دوران جنگ اگر دشمن ہتھیار ڈال دے تو اپنے ہاتھ اسی وقت روک لے۔
- دوران جنگ اگر کوئی تائب ہو جائے تو اس کا راستہ نہ روکا جائے۔ دوران جنگ اگر کوئی تائب ہو جائے، نماز اور زکوۃ کو قائم کرنے کا وعدہ کرے تو پھر وہ دینی بھائی بن جائے گا۔ صلح کی گنجائش ہمیشہ رہے گی۔
- جنگ میں کبھی مسلمانوں کی طرف سے پہل نہیں کی جائے گی۔
- دوران جنگ اسیروں (قیدیوں) کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے گا۔

مثال:

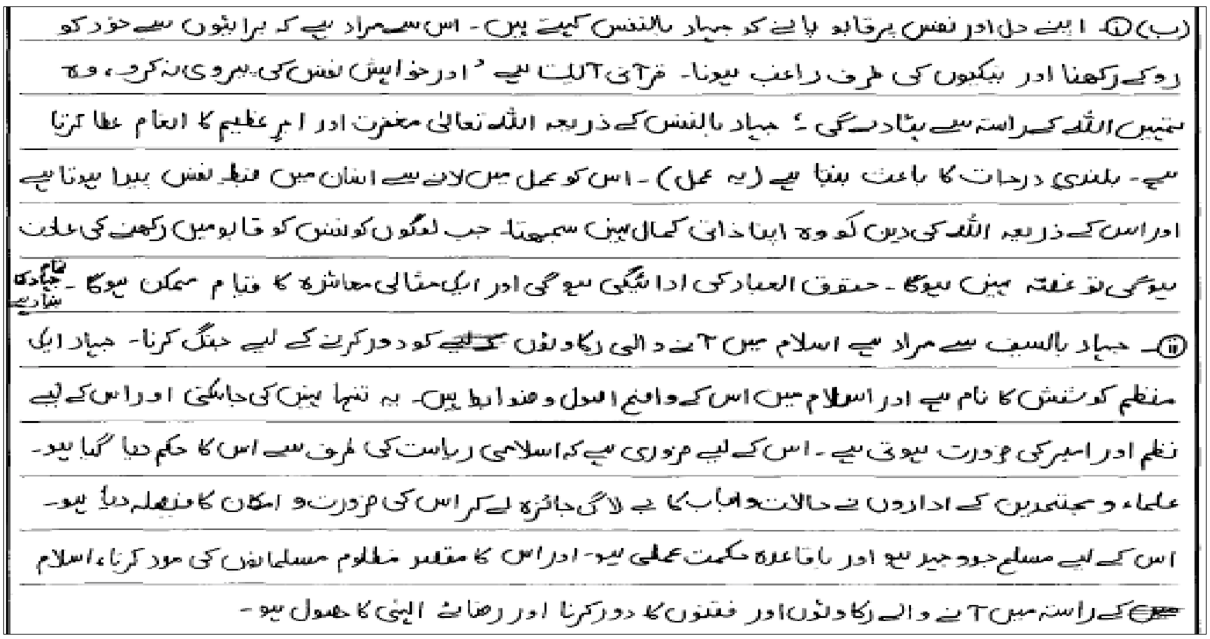
(ب) (i) اپنے دل اور نفس پر قابو پانے کو جہاد بالنفس کہتے ہیں۔ اس سے مراد ہے کہ برائیوں سے خود کو
روکے رکھنا اور نیکیوں کی طرف راغب ہونا۔ قرآنی آیات ہے "اور خواہش نفس کی پیروی نہ کرو، وہ
تمہیں اللہ کے راستے سے ہٹا دے گی"۔ جہاد بالنفس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مغفرت اور اجر عظیم کا انعام عطا کرتا
ہے۔ بلندی درجات کا باعث بنتا ہے (یہ عمل)۔ اس کو عمل میں لانے سے انسان میں ضبط نفس پیدا ہوتا ہے
اور اس کے ذریعے اللہ کی دین کو وہ اپنا ذاتی کمال نہیں سمجھتا۔ جب لوگوں کو نفس کو قابو میں رکھنے کی عادت
ہوگی تو غفلت نہیں ہوگا۔ حقوق العباد کی ادائیگی ہوگی اور ایک مثالی معاشرہ کا قیام ممکن ہوگا۔ تمام جہاد کا بنیاد ہے
(ii) جہاد بالسیف سے مراد ہے اسلام میں آنے والی رکاوٹوں کے لیے کو دور کرنے کے لیے جنگ کرنا۔ جہاد ایک
منظم کوشش کا نام ہے اور اسلام میں اس کے واضح اصول و ضوابط ہیں۔ یہ تنہا نہیں کی جا سکتی اور اس کے لیے
نظم اور امیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی ریاست کی طرف سے اس کا حکم دیا گیا ہو۔
علماء و مجتہدین کے اداروں نے حالات و اسباب کا جائزہ لے کر اس کی ضرورت و امکان کا فیصلہ دیا ہو۔
اس کے لیے مسلح جدوجہد ہو اور باقاعدہ حکمت عملی ہو۔ اور اس کا مقصد مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنا، اسلام
کے راستہ میں آنے والی رکاوٹوں اور فتنوں کا دور کرنا اور رضائے الٰہی کا حصول ہو۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی قلیل تعداد نے اس سوال کا درست جواب تحریر نہیں کیا۔ غیر متعلقہ جملے تحریر کیے گئے جو سوال سے بالکل بھی مطابقت نہیں رکھتے۔ طلبہ جہاد بالنفس کی تعریف نہیں کر سکے اور جہاد بالسیف کی شرائط میں انہوں نے ایک بھی شرط ایسی نہیں لکھی جو جہاد بالسیف کی شرائط کے زمرے میں آتی ہوں۔ مثلاً:

- جہاد بالسیف کی شرائط میں یہ ہے کہ سب کو ایک دوسرے کے حقوق حاصل ہوں۔
- جہاد بالنفس کی وجہ سے کفار ہتھیار ڈال دیں گے۔
- جہاد بالسیف کفار پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے کیا جاتا ہے۔
- جہاد بالسیف میں اللہ کی خاطر اپنا حق حاصل کرنا ہوتا ہے۔

مثال:

جہاد بالنفس کے معنی ہے کہ اپنے نفس کے ساتھ دوسروں سے لڑنا۔ جہاد بالنفس کو "جہاد بالاکبر" بھی کہتے ہیں جہاد بالنفس سے معاشرے سے برائی جلد جلد ختم ہو جائے گی۔

جہاد بالنفس سے کفار اسلام ختم ہو جائیں گے۔

جہاد بالسیف کے لیے اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ معاشرے میں ہر انسان کو ایک دوسرے کے بارے میں سوچنا چاہیے اور اگر وہ کسی مشکل میں ہیں تو ان کی مدد کرنی چاہیے جیسے معاشرہ ترقی کرتا ہے۔